نماز میں ناف کے نیچے ہاتھ رکھنا

تصنیف لطیف

حضرت علامہ الحاج الحافظ
مفتی محمد فیض احمد اُویسی رضوی قدس سرہٗ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

www.faizahmedowaisi.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیۡکَ یَا رَسُوۡلَ اللّٰہ

المسرة فی وضع الیدین فی الصلوة تحت السرة عرف نماز میں ناف کے نیچے ہاتھ رکھنا

تصنیف لطیف

شمس المصنفین ،فقیہ الوقت ،فیضِ ملّت ،مُفسرِ اعظم پاکستان

حضرت علامہ ابوالصالح مفتی محمد فیض احمد اُویسی رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

نوٹ: اگر اس کتاب میں کمپوزنگ کی کوئی بھی غلطی پائیں تو برائے کرم ہمیں مندرجہ ذیل ای میل ایڈریس پر مطلع کریں تا کہ اُس غلطی کو صحیح کرلیا جائے۔ (شکریہ)

admin@faizahmedowaisi.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

الحمدللّٰہ و کفی و سلام علی عبادہ الذین اصطفی سیدنا محمدن المصطفیٰ و علیٰ آلہٖ و اصحابہٖ اولی التقی و النقی

اما بعد! احناف کے نزدیک نماز میں مرد کو ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا سنت ہے اور غیر مقلدین عورتوں کی طرح سینہ پر ہاتھ باندھتے ہیں جو سراسر غلط اور خلافِ سنت ہے بلکہ بدعت ہے خیر القرون سے لے کر تا حال کسی کا مذہب نہیں سوائے ان غیر مقلدین کے۔ صحاح ستہ کی تیسری کتاب صحیح ترمذی شریف میں امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

وَالعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ العِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالتَّابِعِينَ، وَمَنْ بَعْدَهُمْ، يَرَوْنَ أَنْ يَضَعَ الرَّجُلُ يَمِينَهُ عَلَى شِمَالِهِ فِي الصَّلاَةِ، وَرَأَى بَعْضُهُمْ أَنْ يَضَعَهُمَا فَوْقَ السُّرَّةِ وَرَأَى بَعْضُهُمْ أَنْ يَضَعَهُمَا تَحْتَ السُّرَّةِ، وَكُلُّ ذَلِكَ وَاسِعٌ عِنْدَهُمْ [1]

اس پر عمل ہے صحابہ و تابعین اور ان کے بعد کے اہل علم کا کہ دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھا جائے۔ بعض اہل علم کہتے ہیں کہ ہاتھ کو ناف کے اوپر باندھے اور بعض کہتے ہیں کہ ناف کے نیچے رکھے اور یہ سب جائز ہے ان کے نزدیک۔

اگر وضع علی الصدر بھی کسی کا مذہب ہوتا تو امام ترمذی اس کو بھی نقل کرتے جیسا کہ اور مذہب نقل کئے ہیں اور وضع کی حصر و مذہب میں نہ کرتے۔ اس سے واضح ہوا کہ وہابیوں غیر مقلدین کا سینہ پر ہاتھ باندھنا بدعت ہے اس مسئلہ کی توضیح کے لئے فقیر نے چند دلائل پیش کئے ہیں۔

بزم فیضانِ اُویسیہ
www.Faizahmedowaisi.com

وماتوفیقی الا باللّٰہ العلی العظیم

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ سَيِّدِنَا وَ مَوْلٰنَامُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ وَبَارَكَ وَسَلَّم

الفقیر القادری محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہ

بہاولپور۔ پاکستان

۱۰ صفر المظفر ۱۴۱۴ھ بروز شنبہ

---

[1] (سنن الترمذی، کتاب ابواب الصلوٰۃ، باب ماجاء فی وضع الیمین علی الشمال فی الصلاۃ، جلد ۲، صفحہ ۳۲، حدیث ۲۵۲، داراحیاء التراث العربی۔ بیروت)

باب اول

دلائل احناف

عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صلى اللّٰه عليه وسلم وَضَعَ يَمِينَهُ عَلَى شِمَالِهِ فِي الصَّلاَةِ تَحْتَ السُّرَّةِ [۲]

یعنی حضرت علقمہ بن وائل بن حجر روایت بیان کرتے ہیں کہ ان کے باپ (وائل بن حجر) فرماتے ہیں کہ میں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی نماز میں دایاں دست اقدس بائیں دست اقدس پر رکھتے ہوئے دیکھا۔

زید بن علی عن ابیه عن جدہٖ عن علی قال ثلاث من اخلاق الانبیاء صلاۃ اللّٰه وسلامه علیهم تعجیل الإفطار وتاخیر السحور ووضع الکف علی الکف تحت السرۃ۔ [۳]

یعنی زید بن علی اپنے والد اور دادا کے واسطہ سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ تین چیزیں انبیاء علیہم السلام کے اخلاق کا حصہ رہی ہیں۔

(۱) افطاری (کا وقت ہوجانے کے بعد اس میں) جلدی کرنا۔

(۲) سحری کو (اس کے آخری وقت تک) مؤخر کرنا۔

(۳) حالت نماز میں ناف کے نیچے دونوں ہاتھ باندھنا۔

ابوداؤد شریف میں حضرت ابووائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ أَخْذُ الْأَكُفِّ عَلَى الْأَكُفِّ فِي الصَّلَاةِ تَحْتَ السُّرَّةِ [۴]

یعنی ابووائل، ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بیان کرتے ہیں کہ نماز میں ناف کے نیچے ہاتھ پر ہاتھ رکھنا چاہیے۔

---

[۲] (مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب الصلاۃ، باب وضع الیمین علی الشمال، جلد ۱، صفحہ ۳۴۳، حدیث ۳۹۳۹، مکتبۃ الرشد-الریاض)

[۳] (مسند الامام زید، صفحہ ۱۸۳، دار الکتب العلمیہ بیروت)

[۴] (سنن ابی داؤد، أبواب تفریع استفتاح الصلاۃ، باب باب وضع الیمنی علی الیسری فی الصلاۃ، جلد ۱، صفحہ ۲۶۰، حدیث ۷۵۸، دار الفکر-بیروت)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔

إِنَّ مِنَ السُّنَّةِ فِي الصَّلَاةِ وَضْعُ الْأَكُفِّ [5] یعنی نماز میں ہاتھ پر ہاتھ رکھنا۔

"وفی روایۃ" اورایک روایت میں ہے

وَضْعَ الْيَمِينِ عَلَى الشِّمَالِ تَحْتَ السُّرَّةِ [6] یعنی داہناہاتھ بائیں پر رکھنا ناف کے نیچے سنت ہے۔

احمد، بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ:

إِنَّ مِنَ السُّنَّةِ فِي الصَّلَاةِ وَضْعُ الْأَكُفِّ عَلَى الْأَكُفِّ تَحْتَ السُّرَّةِ [7]

یعنی نماز میں سنت یہ ہے کہ ہتھیلیوں کو ناف کے نیچے رکھا جائے۔

حضرت ابی جحیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے،

أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ مِنَ السُّنَّةِ وَضْعُ الْكَفِّ عَلَى الْكَفِّ فِي الصَّلَاةِ تَحْتَ السُّرَّةِ [8]

یعنی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا سنت کریمہ یہ ہے کہ نماز میں ہتھیلی کو ہتھیلی پر ناف کے نیچے رکھا جائے۔

امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کتاب الآثار شریف میں امام ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت کی،

أَنَّهُ كَانَ يَضَعُ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى يَدِهِ الْيُسْرَى تَحْتَ السُّرَّةِ [9]

یعنی آپ اپنا داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھتے تھے۔

بزم فیضانِ اُویسیہ
www.FaizAhmedOwaisi.com

---

[5] (مسند احمد بن حنبل، کتاب مسند العشرۃ المبشرین بالجنۃ، باب مسند علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، جلد۱، صفحہ۱۱۰، حدیث۸۷۵، عالم الکتاب-بیروت)

[6] (سنن الکبری للبیہقی، کتاب الصلاۃ، باب وضع الیدین علی الصدر فی، جلد۲، صفحہ۳۱، حدیث۲۱۷۱، مکتبۃ دار الباز-المکۃ المکرّمۃ)

[7] (مسند احمد بن حنبل، کتاب مسند العشرۃ المبشرین بالجنۃ، باب مسند علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، جلد۱، صفحہ۱۱۰، حدیث۸۷۵، عالم الکتاب-بیروت)

(سنن الکبری للبیہقی، کتاب الصلاۃ، باب وضع الیدین علی الصدر فی، جلد۲، صفحہ۳۱، حدیث۲۱۷۱، مکتبۃ دار الباز-المکۃ المکرّمۃ)

[8] (سنن ابی داؤد، أبواب تفریع استفتاح الصلاۃ، باب باب وضع الیمنی علی الیسری فی الصلاۃ، جلد۱، صفحہ۲۶۰، حدیث۷۵۸، دار الفکر-بیروت)

[9] (الآثار لمحمد ابن الحسن، باب الصلاۃ قاعدا والتعمد علی شیء أو یصلی إلی سترۃ، یضع یدہ الیمنی علی یدہ الیسری تحت سرۃ، جلد۱، صفحہ۳۲۲، حدیث۱۲۱، دار الکتب العلمیۃ-بیروت)

ابن شیبہ نے حضرت ابراہیم نخعی سے روایت کی،

قَالَ يَضَعُ يَمِينَهُ عَلَى شِمَالِهِ فِي الصَّلاَةِ تَحْتَ السُّرَّةِ [10]

یعنی آپ نے فرمایا کہ آپ اپنا داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھتے تھے۔

ابن حزم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا و حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی،

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ: ثَلاثٌ مِنَ النُّبُوَّةِ: تَعْجِيلُ الإِفْطَارِ، وَتَأْخِيرُ السُّحُورِ، وَوَضْعُ الْيَدِ الْيُمْنَى عَلَى الْيَدِ الْيُسْرَى فِي الصَّلاةِ وَعَنْ أَنَسٍ مِثْلُ كَذَا أَيْضًا، إلا أَنَّهُ قَالَ: مِنْ أَخْلاقِ النُّبُوَّةِ، وَزَادَ: تَحْتَ السُّرَّةِ. [11]

یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ تین چیزیں نبوت میں سے ہیں۔ افطار میں جلدی کرنا، سحری دیر سے کرنا اور نماز میں دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کے اُوپر رکھنا۔ حضرت انس سے بھی یہی مروی ہے۔ اخلاق نبوت اور ناف کے نیچے (دائیں ہاتھ کو بائیں پر) رکھنا کے الفاظ اضافی ہیں۔

ابوبکر ابن ابی شیبہ نے حجاج ابن حسان سے روایت کی،

قَالَ سَمِعْتُ أَبَا مِجْلَزٍ أَوْ سَأَلْتُهُ قَالَ قُلْتُ كَيْفَ أَصْنَعُ ؟ قَالَ يَضَعُ بَاطِنَ كَفِّ يَمِينِهِ عَلَى ظَاهِرِ كَفِّ شِمَالِهِ ، وَيَجْعَلُهَا أَسْفَلَ مِنَ السُّرَّةِ [12]

”اسناد جید و رواته“

یعنی میں نے ابومجلز سے پوچھا کہ نماز میں ہاتھ کیسے رکھے؟ آپ نے فرمایا کہ اپنے دائیں ہاتھ کی ہتھیلی بائیں ہاتھ کی پشت پر رکھے ناف کے نیچے۔

اس کی اسناد بہت قوی ہے اور سارے راوی ثقہ ہیں۔

---

[10] (مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب الصلاۃ، باب وضع الیمین علی الشمال، جلد ۱، صفحہ ۳۴۳، حدیث ۳۹۳۹، مکتبۃ الرشد-الریاض)

[11] (المحلی بالآثار لابن حزم، کتاب الصلاۃ، الأعمال المُسْتَحَبَّةُ في الصَّلاَةِ وَلَيْسَتْ فَرْضًا، مَسْأَلَةٌ يَضَعُ الْمُصَلِّي يَدَيْ الْيُمْنَى عَلَى كُوعِ يَدِهِ الْيُسْرَى فِي الصَّلاَةِ، جلد ۳، صفحہ ۳۰، حدیث ۴۴۸، دار الفکر-بیروت)

[12] (مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب الصلاۃ، باب وضع الیمین علی الشمال، جلد ۱، صفحہ ۳۴۳، حدیث ۳۹۴۲، مکتبۃ الرشد-الریاض)

فائدہ ﴾ اس کے متعلق اور بہت حدیثیں پیش کی جاسکتی ہیں صرف ان پر اکتفاء کرتا ہوں۔

انتباہ ﴾ اگر کسی کو اتباع رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شوق ہے تو اسکے لئے ہم نے احادیث کا ذخیرہ جمع کر دیا ہے اور بعض ان میں اسی طرح صحیح مرفوع جیسے بخاری وغیرہ کی۔ اگر کوئی (اپنے مولوی کی) کتاب پر سنت (عمل پیرا) ہے تو اُسے یقین ہو کہ یہ عشق جہنم میں لے جائیگا اور ویسے سینہ پر ہاتھ رکھنے کی روایات اس کی محبوب کتاب (بخاری وغیرہ) میں بھی نہیں اور جو ہم نے احادیث پیش کی ہیں یہ کتابیں امام بخاری کے اساتذہ کی ہیں۔ سچا عشق ہے تو مان لو ورنہ ضدی کا علاج ہمارے ہاں نہیں ہے۔

باب۲

﴿سوال و جواب﴾

غیر مقلدین کے پاس سینہ پر ہاتھ باندھنے کی صحیح روایت صحاح کی تین صحیح ترین بخاری و مسلم و ترمذی میں نہیں ملی۔اس سے ان کا وہ دھوکہ سامنے آ گیا کہ اہل سنت عوام کو کہتے ہیں کہ ہم تو صرف بخاری کی صحیح حدیث چاہتے ہیں۔اس کے علاوہ انہیں کسی دوسری احادیث کی کتب سے بھی صحیح مرفوع حدیث نہیں ملی صرف ابوداؤد پر غلط سہارا کیا تو وہ بھی ہم نے توڑ دیا۔اب حدیث کے عشق کا حق یہ تھا کہ جو روایات ہم نے پیش کی ہیں سنداً بھی صحیح بھی ہیں اور بعض ان میں ضعیف ہیں تو بقاعدہ اُصول حدیث حسن لغیرہ ہیں لیکن اس کے برعکس سوالات کھڑے کئے اور اور وہ بھی لولے لنگڑے یا کسی حدیث سے استدلال کیا تو غلط۔چند نمونے ملاحظہ ہوں۔

ابوداؤد شریف میں ابن جریر حلبی نے اپنے والد سے روایت کی،

قَالَ رَأَيْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُمْسِكُ شِمَالَهُ بِيَمِينِهِ عَلَى الرُّسْغِ فَوْقَ السُّرَّةِ [۱۳]

یعنی میں نے حضرت علی مرتضٰی کو دیکھا کہ آپ نے بایاں ہاتھ داہنے ہاتھ سے کلائی پر پکڑا ناف کے اُوپر۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ناف کے اوپر ہاتھ باندھتے تھے۔

جواب ۱ ﴾ غیر مقلدین کی عادت ہے کہ روایت ادھوری نقل کرتے ہیں یہاں بھی حدیث مکمل نہیں لکھی۔اس کے بعد مفصل یہ ہے (نسخہ ابن اعرابی) میں روایت یوں ہے،

بزم فیضانِ اُویسیہ
www.Faizahmedowaisi.com

قَالَ أَبُو دَاوُدَ وَرُوِيَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، فَوْقَ السُّرَّةِ قَالَ أَبُو مِجْلَزٍ تَحْتَ السُّرَّةِ وَرُوِيَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَلَيْسَ بِالْقَوِيِّ [۱۴]

یعنی ابوداؤد کہتے ہیں سعید بن جبیر سے ''ناف کے اوپر'' کی روایت ہے ابومجلز نے ''ناف کے نیچے'' کا ذکر کیا ہے اور ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی مروی ہے اور وہ (حدیث) قوی (صحیح) نہیں ہے۔

---

[۱۳] (سنن ابی داؤد، أبواب تفریع استفتاح الصلاۃ، باب باب وضع الیمنی علی الیسری فی الصلاۃ، جلد۱، صفحہ۲۶۰، حدیث ۷۵۷، دارالفکر-بیروت)

[۱۴] (سنن ابی داؤد، أبواب تفریع استفتاح الصلاۃ، باب باب وضع الیمنی علی الیسری فی الصلاۃ، جلد۱، صفحہ۲۶۰، حدیث ۷۵۷، دارالفکر-بیروت)

انتبـــاہ ﴾ زیرِ ناف یا ناف کے اوپر ہاتھ باندھنے کی احادیث مروجہ ابوداؤد کے نسخوں میں نہیں ابن اعرابی والے ابوداؤد کے نسخوں میں موجود ہیں جیسا کہ حاشیہ ابوداؤد میں اس کی تصریح ہے۔اسی نسخے سے فتح القدیر نے روایات کیں۔ بہرحال وہابیہ کی پیش کردہ ابوداؤد کی حدیث میں تعارض واقع ہوگیا اوران تمام متعارضہ روایتوں کوخود ابوداؤد نے ضعیف فرمایا۔تعجب ہے کہ غیر مقلدین ابوداؤد کی ضعیف حدیث سے استدلال کریں تو جائز اگر ہم کسی حدیث سے استدلال کریں جوضعیف تو ہولیکن اس کی کسی دوسری حدیث سے تائید مل جائے اوروہ حسن لغیرہ کا درجہ پا جائے تب بھی ناجائز۔

جواب۲ ﴾ غیر مقلدین نے سوال میں ضعیف حدیث پیش کی۔ہم نے اس کے مقابلہ میں ایک اورروایت پیش کردی تو با قاعدہ علم المناظرہ ان کی پیش کردہ روایت قابل حجت نہ رہی پھر ایک اور قاعدہ پر عمل کیا گیا وہ قاعدہ یہ ہے کہ جب حدیث میں تعارض ہوتو قیاس سے ترجیح ہوتی ہے۔قیاس چاہتا ہے کہ زیرناف والی احادیث قابل عمل ہوں کیونکہ سجدہ، رکوع،التحیات کی نشست سب میں ادب ملحوظ ہے تو چاہیے کہ قیام میں بھی ادب ہی کا لحاظ رہے۔زیرناف ہاتھ باندھنا ادب ہے سینے پر ہاتھ رکھنا بے ادبی گویا کسی کو کشتی کی دعوت دینا ہے۔

جـــواب۳ ﴾ یہ صرف غیر مقلدین کی ضد توڑنے کے لئے قاعدہ نمبر۱،۲عرض کیا ہے ورنہ ہم نے جواب اول میں روایات پیش کی ہیں ان میں بعض تو سنداً صحیح ہیں ان میں بعض مرسل ہیں جو شرعاً قابل حجت ہیں۔اگرچہ صحاح ستہ میں نہ سہی تو ہم اہل سنت احادیث کے عشاق ہیں۔غیر مقلدوں کی طرح بخاری پرست یا صحاح ستہ پرست نہیں ورنہ ظاہر ہے کہ اس کے بارے میں امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے صرف یہ فرمایا:

www.Faizahmedowaisi.com

وَرَأَى بَعْضُهُمْ أَنْ يَضَعَهُمَا فَوْقَ السُّرَّةِ وَرَأَى بَعْضُهُمْ أَنْ يَضَعَهُمَا تَحْتَ السُّرَّةِ وَكُلُّ ذَلِكَ وَاسِعٌ عِنْدَهُمْ [۱۵]

یعنی بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ ہاتھ ناف کے اُوپر رکھے،بعض کی رائے یہ ہے کہ ناف کے نیچے رکھے ان میں سے ہر ایک جائز ہے۔

اُن کے نزدیک اگر امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو سینے پر ہاتھ باندھنے کی کوئی حدیث ملتی تو ضرور نقل فرماتے صرف علماء کی رائے کا ذکر نہ فرماتے۔

---

[۱۵] (سنن الترمذی، کتاب ابواب الصلوۃ، باب ما جاء فی وضع الیمین علی الشمال فی الصلاۃ، جلد۲، صفحہ۳۲، حدیث۲۵۲، دار احیاء التراث العربی-بیروت)

انتباہ امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے زمانہ تک تو کسی مجتہد کا مذہب نہیں کہ سینہ پر ہاتھ رکھ کر نماز پڑھی جائے بعد کو نامعلوم یہ مذہب کس کا ہے بلکہ ہماری تحقیق یہ ہے کہ غیر مقلدین کی طرح یہ مسئلہ بھی تیرہویں صدی کی پیداوار ہے جو سراسر بدعت ہی بدعت ہے۔اسی لئے فقیر کی تحقیق حق ہے کہ غیر مقلدین بدعتی اوران کے اکثر مسائل مجموعۂ بدعات ہیں۔تفصیل کیلئے دیکھئے فقیر کی کتاب ''وہابی دیوبندی بدعتی ہیں''۔

خاتمہ الحمدللہ ہم اہل سنت (احناف) عشاق حدیث ہیں کہ جہاں بھی صحیح سند کے ساتھ روایت مل جائے اس پر عمل کرتے ہیں وہ صحیح بخاری ہو یا کوئی اور کتاب۔غیر مقلدین کی طرح ہم کتاب پرست نہیں کہ صرف اپنے نفس کی اتباع میں کہہ دیں کہ بخاری میں حدیث دکھاؤ یا صحاح ستہ میں وغیرہ وغیرہ۔

نماز میں ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کی ہم نے متعدد روایات باب اول میں صراحۃً ذکر کی ہیں۔وہ سندات کے لحاظ سے صحیح اور مستند ہیں مثلاً ہماری ایک روایت کی سند ملاحظہ ہو۔(مصنف ابن شیبہ اُستاد بخاری ومسلم) کی سند یوں ہے،

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُمَيْرٍ ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ ، عَنْ أَبِيهِ ، قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صلى اللّٰه عليه وسلم وَضَعَ يَمِينَهُ عَلَى شِمَالِهِ فِي الصَّلاَةِ تَحْتَ السُّرَّةِ [16]

یعنی ہم نے وکیع سے اُنہوں نے موسیٰ بن عمیر سے اُنہوں نے علقمہ بن حجر سے اُنہوں نے اپنے باپ سے روایت کی اُنہوں نے فرمایا کہ میں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے نماز میں دایاں ہاتھ ناف کے نیچے رکھا ہوا تھا۔

یہ حدیث صحیح امام مسلم کی شرائط پر مروی ہے اور اس کے راوی نہایت ثقہ اور جید ہیں مثلاً وکیع ابن جراح ابن ملیح سے روایت (بضم الراء وہمزہ پھر مہملہ) ابوسفیان کوفی ثقہ حافظ عابد سے کبار تاسعہ سے اور موسیٰ بن عمیر تمیمی عنبری کوفی ثقہ کبار سابعۃ سے ہے (تقریب) اسی لئے حضرت شیخ قاسم قطلو بغا حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تخریج احادیث الاختیار میں اس حدیث کی نقل کے بعد فرمایا:

هذا سند جيد وكيع أحدالأعلام وموسىٰ بن عمير وثقه أبو حاتم وأخرج له انسائی وعلقمة أخرج له البخاری فی رفع اليدين ومسلم فی صحيحه والأربعة . [17]

---

[16] (مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب الصلاۃ، باب وضع الیمین علی الشمال، جلد ۱، صفحہ ۳۴۳، حدیث ۳۹۳۸، مکتبۃ الرشد-الریاض)

[17] (التعریف والاخبار بتخریج الاختیار للحافظ قاسم بن قطلو بغا الحنفی، باب الأفعال فی الصلاۃ، جلد ۱، صفحہ ۳۱۴، مطبوعہ جامعۃ اُم القریٰ المکۃ المکرّمۃ)

یعنی یہ سند جید ہے۔ وکیع ایک بڑے مشہور علماء میں سے ہے اور موسیٰ بن عمیر کو ابو حاتم نے توثیق کی ہے اور نسائی نے اس سے روایت کی ہے اور علقمہ سے بخاری نے رفع الیدین روایت کی ہے اور مسلم نے اپنی صحیح میں اور علماء اربعہ نے نکالا ہے۔

سوال ﴾ تمہاری بیان کردہ حدیث میں علقمہ شرط مسلم پر صحیح نہیں اس لئے علقمہ تو اپنے باپ کی وفات کے چھ ماہ بعد کو پیدا ہوا جیسا کہ امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے علل کبیر میں لکھا کہ،

سَأَلْتُ مُحَمَّدًا عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ هَلْ سَمِعَ مِنْ أَبِيهِ؟ فَقَالَ: إِنَّهُ وُلِدَ بَعْدَ مَوْتِ أَبِيهِ بِسِتَّةِ أَشْهُرٍ [18]

یعنی میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پوچھا کہ کیا علقمہ بن وائل نے اپنے باپ سے حدیث سنی تھی۔ آپ نے فرمایا تھا کہ علقمہ تو اپنے باپ کی موت کے چھ ماہ بعد کو پیدا ہوا ہے۔

جواب ۱ ﴾ علقمہ بن حجر کوفی صدوق ہیں امام مسلم نے باب "وَضْعِ يَدِهِ الْيُمْنَى عَلَى الْيُسْرَى" میں علقمہ کی روایت اس کے باپ سے بیان کی ہے۔ امام مسلم کی روایت ملاحظہ ہو،

حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا عَفَّانُ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جُحَادَةَ، حَدَّثَنِي عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ وَائِلٍ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ، وَمَوْلًى لَهُمْ أَنَّهُمَا حَدَّثَاهُ عَنْ أَبِيهِ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَفَعَ يَدَيْهِ حِينَ دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ كَبَّرَ، (وَصَفَ هَمَّامٌ حِيَالَ أُذُنَيْهِ) ثُمَّ الْتَحَفَ بِثَوْبِهِ، ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى الْيُسْرَى [19]

www.Faizahmedowaisi.com

یعنی زہیر بن حرب، عفان بن ہمام، محمد بن جحادہ، عبدالجبار بن وائل، علقمہ بن وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت ہے کہ انہوں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز شروع کرتے وقت کانوں کے بالمقابل ہاتھوں کو بلند کیا "اللہ اکبر" کہا پھر ہاتھ کپڑے میں لپیٹ لئے پھر دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ کے اوپر رکھا۔

فائدہ ﴾ سوال میں سراسر دھوکہ دیا گیا کہ یہ حدیث علی شرط مسلم پر نہیں جبکہ خود امام مسلم نے اپنی سند میں علقمہ کو اپنے باپ سے روایت کی تصریح فرمائی نیز اس سے یہ بھی ثابت ہوا تکبیر تحریمہ کے ہاتھ کانوں تک لیجانے چاہئیں نہ کہ عورتوں کی طرح کندھوں تک۔ غیر مقلدین عورتوں کے طریقہ پر ہیں کہ ہاتھ کاندھوں تک لے جاتے ہیں۔

---

[18] (ترتیب علل الترمذی الکبیر، جلد ۱، صفحہ ۲۰۰، حدیث ۳۵۶، عالم الکتاب، مکتبۃ النھضۃ العربیۃ، بیروت)

[19] (صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب وضع یدہ الیمنی علی الیسری الخ، جلد ۱، صفحہ ۳۰۱، حدیث ۴۰۱، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

جواب ۲ علل کبیر کا حوالہ بھی غلط ہے اس لئے کہ خود امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب ترمذی شریف کے باب ''مَا جَاءَ فِي الْمَرْأَةِ إِذَا اسْتُكْرِهَتْ عَلَى الزِّنَا'' میں علقمہ ابن وائل عن ابیہ حدیث نکالی ہے اور کہا ہے

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ وَعَلْقَمَةُ بْنُ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ سَمِعَ مِنْ أَبِيهِ وَهُوَ أَكْبَرُ مِنْ عَبْدِ الْجَبَّارِ بْنِ وَائِلٍ وَعَبْدُ الْجَبَّارِ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ أَبِيهِ [۲۰]

یعنی یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے علقمہ بن وائل بن حجر کو اپنے والد سے سماع حاصل ہے عبدالجبار بن وائل سے بڑے ہیں عبدالجبار نے اپنے والد سے کچھ نہیں سنا۔

فائدہ ممکن ہے علل کبیر میں عبدالجبار کے علقمہ کا تبین نے لکھ دیا ہو کیونکہ یہ کیسے ہوسکتا ہے۔ صحیح ترمذی میں علقمہ بن ابیہ سے سند بیان کریں اور علل کبیر میں اسے چھ ماہ بعد کو پیدا ہونے والا بتائیں ہمارے جیسے عام آدمیوں سے تو ایسی غلطی ممکن ہے اتنے بڑے امام حدیث سے غلطی کے امکان کا تصور ہی نہیں ہوسکتا جبکہ امام ترمذی کے قوتِ حافظہ کا مخالفین کو بھی اعتراف ہے۔

لطیفہ لفظ غریب سے شاید کوئی بیوقوف نہ بول اُٹھے کہ پھر بھی یہ حدیث غریب (کمزور) ہے تو اس بے عقل کو سمجھا دیں کہ یہاں غریب بمعنی کمزور نہیں جیسا شبلی نعمانی نے سیرۃ النبی میں لکھ مارا بلکہ حدیث غریب امام ترمذی کا ایک اصطلاحی لفظ ہے جو باعتبار خصوصی سند کے اسے غریب کہہ دیتے ہیں ورنہ حقیقت یہ ہے کہ وہ حدیث صحیح ہوتی ہے جیسے اسی سند میں دیکھ لیں کہ اس روایت کو غریب کہہ کر صحیح بتایا۔ (فافہم)

www.Faizahmedowaisi.com

غیر مقلدین کا استدلال روایاتِ صحیحہ جنہیں غیر مقلدین بھی مانتے اور ان سے اپنا استدلال کرتے ہیں ان میں صرف نماز میں دایاں ہاتھ بائیں کا ذکر ہے۔ غیر مقلدین نے از خود اسے سینہ پر رکھنے کی بدعت نکالی ہے ان روایات کے نمونے ملاحظہ ہوں،

عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ كَانَ النَّاسُ يُؤْمَرُونَ أَنْ يَضَعَ الرَّجُلُ اليَدَ اليُمْنَى عَلَى ذِرَاعِهِ اليُسْرَى فِي الصَّلاَةِ قَالَ أَبُو حَازِمٍ لاَ أَعْلَمُهُ إِلَّا يَنْمِي ذَلِكَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ [۲۱]

یعنی ابوحازم، سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے فرمایا کہ لوگوں کو حکم دیا جاتا تھا کہ مرد نماز میں اپنا داہنا ہاتھ اپنی بائیں

---

[۲۰] (سنن الترمذی، کتاب الحدود، باب ماجاء فی المرأۃ أذا استکرھت علی الزنا، جلد۴، صفحہ ۵۶، حدیث ۱۴۵۴، داراحیاء التراث العربی-بیروت)

[۲۱] (صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب وضع الیمنی علی الیسری فی الصلاۃ، جلد۱، صفحہ ۲۵۹، حدیث ۷۰۷، دارابن کثیر، الیمامۃ-بیروت)

کلائی پر رکھے۔ابوحازم نے کہا میں یہی جانتا ہوں کہ اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچاتے تھے۔

عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ هُلْبٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَؤُمُّنَا فَيَأْخُذُ شِمَالَهُ بِيَمِينِهِ قَالَ وَفِي الْبَاب عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ وَغُطَيْفِ بْنِ الْحَارِثِ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَابْنِ مَسْعُودٍ وَسَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ أَبُو عِيسَى حَدِيثُ هُلْبٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ [۲۲]

یعنی قبیصہ بن ہلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنے والد سے راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری امامت فرماتے اور بائیں ہاتھ کو دائیں ہاتھ سے پکڑتے۔اس باب میں حضرت وائل بن حجر،غطیف بن حارث،ابن عباس،ابن مسعود اور سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی روایات مذکور ہیں۔امام ترمذی فرماتے ہیں "ھلب کی حدیث حسن ہے"۔

فائدہ اس طرح دوسری روایات میں (باختلاف الفاظ) ہے ان سب کا خلاصہ یہی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں دایاں ہاتھ بائیں پر رکھتے تھے ان روایات میں نہ سینہ پر رکھنے کی تصریح ہے نہ ناف کے اُوپر کی نہ نیچے کی۔اُصول حدیث وغیرہ ایسی روایات کو مجمل کہا جاتا ہے جنہیں دیگر روایات اگرچہ ضعیف سہی یا اقوال واعمال صحابہ رضی اللہ عنہم سے بیان کی ضرورت ہے یا مجتہدین وعلمائے راسخین کے اجتہاد کی ضرورت ہوتی ہے اپنی طرف سے ڈھگوسلہ مارنا دین میں تحریف ہے۔

اھلسنت کا بیڑا پار احناف اہل سنت کو یہ سعادت نصیب ہوئی ہے کہ ان اجمالی روایات کا بیان احادیث صحیحہ سے حاصل کیا جس کا تفصیلی بیان گزرا اور دس احادیث باب اول میں فقیر نے لکھیں اور غیر مقلدین کے پاس سوائے ڈھگوسلہ بازی کے کچھ نہیں۔

سوال صحیح ابن خزیمہ میں سینہ پر ہاتھ رکھنے کی تصریح ہے۔

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں "صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ"، وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَىٰ عَلَى يَدِهِ الْيُسْرَىٰ عَلَى صَدْرِهِ [۲۳]

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی تو آپ نے اپنا دایاں ہاتھ بائیں سے ملا کر سینہ پر رکھا۔

---

۲۲ (سنن الترمذی، کتاب الصلاۃ، باب ماجاء فی وضع الیمین علی الشمال فی الصلاۃ، جلد۲، صفحہ۳۲، حدیث۲۵۲، داراحیاء التراث العربی-بیروت)

۲۳ (صحیح ابن خزیمۃ، کتاب الصلاۃ، باب وضع الیمین علی الشمال فی الصلاۃ قبل افتتاح القراءۃ، جلد۱، صفحہ۲۴۳، حدیث ۴۷۹، المکتب الاسلامی-بیروت)

جواب علم حدیث کا قاعدہ ہے۔

حکاية فعل لا عموم لها [۲۴] یعنی فعل کی حکایت عمومی حکم نہیں ہوتا۔

بلکہ وہ ایک قسم کے جواز کی دلیل ہے اور دلیل جواز سنت نہیں ہمارا سوال تو یہی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دائمی سنت ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کا ہے اور مسلمان کو تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت چاہیے نہ کہ جواز۔ جواز تو اس لئے ہوتا ہے کہ اُمت مرحومہ پر وہ عمل واجب نہ ہو جائے جیسے احادیث کے اسرار اور نبوت کے رموز کو جاننے والے جانتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم جو عبادت مواظبت کے طور پر ادا فرماتے وہ اللہ تعالیٰ کو ایسی پسند تھی کہ اُمت پر واجب فرما دیتا جیسے تراویح کے متعلق خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اظہارِ خیال فرمایا اسی لئے آپ کی عادتِ کریمہ تھی کہ جس فعل کو دائماً رکھنا چاہتے تو اس کے لئے جواز اً دوسری صورت اختیار فرما لیتے تا کہ وہ فعل وجوب سے بچ کر دائمی سنت بن جائے جیسے یہاں ہوا کہ ایک بار سینہ پر ہاتھ رکھ کر نماز ادا فرمائی اس کے بعد ہمیشہ ہمیشہ تک چھوڑ دیا۔

فائدہ جو عمل متروک ہو کر دوسرا عمل متعین ہو جائے تو باصطلاح صحابہ وہ فعل بدعت کہلاتا ہے جسے ماہرین حدیث کو معلوم ہے۔

سوال جواز تو ثابت ہو گیا تم نے اسے ڈھگو سلے سے تعبیر کیا ہے۔

جواب جواز فعل اور بات ہے سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اسی لئے الحمدللہ ہم سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرتے ہیں اور تم جوازی ہوئے پھر عمل بالحدیث کا تمہارا دعویٰ کہاں گیا۔

www.Faizahmedowaisi.com

قاعدہ جس جواز کو حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم دائماً ترک فرما دیں وہ عملی طور پر منسوخ ہوتا ہے اس کی دلیل کی ضرورت نہیں اس لئے کتب احادیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک دو بار کے بعد سینہ پر ہاتھ باندھنے کا عمل ثابت پھر صحابہ کرام جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے مضبوط ترین عامل بالحدیث تھے ان سے یہ فعل کبھی صادر نہیں ہوا بلکہ ان کا دائمی عمل وقول ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کا ہے باب اول میں روایات نقل کر چکا ہوں اتماً ماللحق۔ چند حاضر ہیں۔

---

[۲۴] (ابن قیم الجوزیۃ وجھودہ فی خدمۃ السنۃ، کتاب الطھارۃ، باب ماجاء فی الرخصۃ فی استقبلۃ عندالحاجۃ، جلد۲، صفحہ۸۹، عمادۃ البحث العلمي بالجامعۃ الإسلامیۃ، المدینۃ المنورۃ، المملکۃ العربیۃ السعودیۃ)

عَنْ عَلِیٍّ قَالَ مِنْ سُنَّةِ الصَّلاَةِ وَضْعُ الأَیْدِی عَلَی الأَیْدِی تَحْتَ السُّرَرِ ۲۵

یعنی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نماز میں سنت یہ ہے کہ ناف کے نیچے ہاتھوں پر ہاتھ رکھے جائیں۔

عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ إِنَّ مِنْ السُّنَّةِ فِی الصَّلاَةِ وَضْعُ الْأَكُفِّ عَلَی الْأَكُفِّ تَحْتَ السُّرَّةِ ۲۶

یعنی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نماز میں سنت یہ ہے کہ ہتھیلیوں کو ہتھیلیوں پر ناف کے نیچے رکھا جائے۔

عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ یَقُولُ إِنَّ مِنْ سُنَّةِ الصَّلاَةِ وَضْعَ الْیَمِینِ عَلَی الشِّمَالِ تَحْتَ السُّرَّةِ ۲۷

یعنی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نماز میں سنت یہ ہے کہ دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھا جائے۔

عَنْ أَبِی وَائِلٍ قَالَ قَالَ أَبُو هُرَیْرَةَ أَخْذُ الْأَكُفِّ عَلَی الْأَكُفِّ فِی الصَّلَاةِ تَحْتَ السُّرَّةِ ۲۸

یعنی ابووائل، ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بیان کرتے ہیں کہ نماز میں ناف کے نیچے ہاتھ پر ہاتھ رکھنا چاہیے۔

قَالَ سَمِعْتُ أَبَا مِجْلَزٍ أَوْ سَأَلْتُهُ قَالَ قُلْتُ كَیْفَ أَصْنَعُ؟ قَالَ یَضَعُ بَاطِنَ كَفِّ یَمِینِهِ عَلَی ظَاهِرِ كَفِّ شِمَالِهِ، وَیَجْعَلُهَا أَسْفَلَ مِنَ السُّرَّةِ ۲۹

یعنی میں نے ابومجلز سے پوچھا کہ نماز میں ہاتھ کیسے رکھے آپ نے فرمایا کہ اپنے داہنے ہاتھ کی ہتھیلی بائیں ہاتھ کی پشت پر رکھے ناف کے نیچے۔

بزم فیضانِ اویسیہ
www.Faizahmedowaisi.com

---

۲۵ (مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب الصلوات، باب وضع الیمین علی الشمال، جلد ۱، صفحہ ۳۴۳، حدیث ۳۹۴۵، مکتبۃ الرشد-الریاض)

۲۶ (مسند احمد بن حنبل، مسند العشرۃ المبشرین بالجنۃ، مسند علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، جلد ۱، صفحہ ۱۱۰، حدیث ۸۷۵، عالم الکتاب-بیروت)

۲۷ (سنن الدارقطنی، کتاب الصلاۃ، باب فی اخذ الشمال بالیمین فی الصلاۃ، جلد ۱، صفحہ ۲۸۶، حدیث ۱۰، دار المعرفۃ-بیروت)

۲۸ (سنن ابی داؤد، أبواب تفریع استفتاح الصلاۃ، باب باب وضع الیمنی علی الیسری فی الصلاۃ، جلد ۱، صفحہ ۲۶۰، حدیث ۷۵۸، دار الفکر-بیروت)

۲۹ (مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب الصلاۃ، باب وضع الیمین علی الشمال، جلد ۱، صفحہ ۳۴۳، حدیث ۳۹۴۲، مکتبۃ الرشد-الریاض)

تیسری چوتھی صدی تک اس کا کوئی جواز نہیں ملتا کسی نے سینہ پر ہاتھ رکھ کر نماز پڑھی۔امام ترمذی اپنی صحیح ترمذی میں احادیث کی روایت کے بعد اپنے زمانہ تک کے مذاہب اور ائمہ اور ان کے اقوال بیان کرتے ہیں تو ان میں صرف "فَوْقَ السُّرَّةِ وَرَأَى بَعْضُهُمْ أَنْ يَضَعَهُمَا تَحْتَ السُّرَّةِ" (بعض کہتے ہیں ناف کے اوپر رکھے اور بعض کے نزدیک ناف کے نیچے رکھے) کی تصریح فرمائی سینہ پر ہاتھ رکھنے کے متعلق کسی صحابی، تابعی اور امام کا نام نہیں لکھا۔ان کی عبارت فقیر پہلے لکھ چکا ہے بلکہ اس کے بعد تا حال کسی کا قول وعمل نہیں سوائے ان وہابیہ غیر مقلدین کے اسی لئے تو میں نے لکھا کہ یہ بدعتی ہیں۔ [۳۰]

قاعدہ ﴾ صحابہ کرام وتابعین عظام کی عادت تھی کہ جو عمل متروک یا منسوخ ہو جائے وہ اسے بدعت سے تعبیر کرتے اور عامل کو بدعتی۔اس کی کتب احادیث میں بے شمار مثالیں موجود ہیں اس سے ثابت ہوا کہ وائل ابن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ والی روایت متروک ہو چکی جس کی تفصیل اُوپر مذکور ہوئی۔اب اس عمل کو بدعت (ڈھگوسلہ) اور اس کے عاملین کو بدعتی کہنا ہمارا حق ہے۔

سوال ﴾ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سینہ پر ہاتھ باندھنے کے قائل ہیں تم کہتے ہو کوئی اس کا عامل نہیں۔امام شافعی کا ائمہ مجتہدین میں بہت بڑا مقام ہے۔

جواب ﴾ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا اجتہاد حق لیکن مبنی بر خطاء جیسا کہ اُصول فقہ کا قاعدہ ہے علاوہ ازیں امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان کا اس قول سے رجوع ثابت فرمایا ہے۔چنانچہ شرح مسلم میں ہے،

www.Faizahmedowaisi.com

وَيَجْعَل كُمَا تَحْت صَدْره فَوْق سُرَّته، هَذَا مَذْهَبنَا الْمَشْهُوْر، وَبِهِ قَالَ الْجُمْهُوْر، وَقَالَ أَبُو حَنِيْفَة وَسُفْيَان الثَّوْرِيّ وَإِسْحَاق بْن رَاهْوَيْهِ وَأَبُو إِسْحَاق الْمَرْوَزِيُّ مِنْ أَصْحَابنَا: يَجْعَلهُمَا تَحْت سُرَّته، وَعَنْ عَلِيّ بْن أَبِي طَالِب رَضِيَ اللَّه عَنْهُ رِوَايَتَانِ كَالْمَذْهَبَيْنِ، وَعَنْ أَحْمَد رِوَايَتَانِ كَالْمَذْهَبَيْنِ، وَرِوَايَةط ثَالِثَة أَنَّهُ مُخَيَّر بَيْنهمَا وَلَا تَرْجِيح، وَبِهَذَا قَالَ الْأَوْزَاعِيُّ وَابْن الْمُنْذِر، وَعَنْ مَالِك رَحِمَهُ اللَّه رِوَايَتَانِ إِحْدَاهُمَا يَضَعهُمَا تَحْت صَدْره، وَالثَّانِيَة يُرْسِلهُمَا وَلَا يَضَع إِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرَى، وَهَذِهِ رِوَايَة جُمْهُور أَصْحَابه وَهِيَ الْأَشْهَر عِنْدهمْ، وَهِيَ مَذْهَب اللَّيْث بْن سَعْد، وَعَنْ مَالِك رَحِمَهُ اللَّه أَيْضًا اِسْتِحْبَاب الْوَضْع فِي النَّفْل، وَالْإِرْسَال فِي الْفَرْض، وَهُوَ الَّذِي رَجَّحَهُ الْبَصْرِيُّونَ مِنْ أَصْحَابه . [۳۱]

---

۳۰ (سنن الترمذی، کتاب ابواب الصلوۃ، باب ماجاء فی وضع الیمین علی الشمال فی الصلاۃ، جلد۲، صفحہ۳۲، حدیث۲۵۲، داراحیاء التراث العربی-بیروت)

۳۱ (شرح النووی علی مسلم، کتاب الصلاۃ، باب وضع یدہ الیمنی علی الیسری بعد تکبیرۃ الاحرام تحت صدرہ، جلد۴، صفحہ۱۱۵-۱۱۴، داراحیاء التراث العربی-بیروت)

یعنی اور دونوں ہاتھوں کو نیچے سینے کے اور اُوپر ناف کے رکھے یہ ہمارا مذہب مشہور ہے اور اس کے قائل ہیں جمہور اور ابوحنیفہ اور سفیان ثوری اور اسحٰق بن راہویہ اور ابواسحٰق مروزی شافعیہ نے کہا ہے کہ نیچے ناف کے دونوں ہاتھوں کو رکھے اور علی ابن ابی طالب سے روایتیں ہیں دو مذہبوں کی طرح اور احمد سے دو روایتیں ہیں دو مذہبوں کی طرح اور روایت تیسری ہے کہ ہمارے مخیّر ہے درمیان دونوں کاموں کے اور ترجیح نہیں اور اس مذہب کا قائل اوزاعی اور ابن منذر سے ہے اور مالک سے دو روایتیں ہیں ایک یہ کہ دونوں ہاتھوں کو سینہ کے نیچے رکھے اور دوسری یہ کہ دونوں ہاتھوں کو چھوڑ دے اور ایک کو دوسرے پر رکھے اور یہ روایت جمہور اصحاب مالک کی ہے اور یہی مذہب لیث ابن سعد کا ہے اور مالک سے روایت ہے کہ نفل میں ہاتھ پر ہاتھ رکھنا مستحب ہے اور فرض میں چھوڑ دینا اور اس کو بصریوں نے مالکیہ سے ترجیح دی ہے۔

فائدہ ﴾ امام نووی کی تصریح سے معلوم ہوا کہ کسی مجتہد کا مذہب "وضع علی الصدور" نہیں نہ قبل شافعی نہ بعد بلکہ امام شافعی بھی قول مشہور میں اجماع سے اتفاق رکھتے ہیں اور مذاہب صرف ان تین امروں میں منحصر ہے " وضـــع " یا "ارسال وضع " یا "تحت سرہ وفوق سرہ"

دعـوتِ انصاف ﴾ فقیر نے بھرپور دلائل سے ثابت کیا ہے کہ غیر مقلدین کا سینے پر ہاتھ رکھ کر نماز پڑھنا محض اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد کھڑی کرنے کی کوشش کی ہے تو غلط ہے اور ایسی بدعت سیئہ کے مرتکب ہوئے ہیں جسے اسلاف میں کسی نے قبول نہیں کیا۔ اب حق یہ ہے کہ وہ خود اقرار کریں کہ وہ اہل بدعت (بدعتی) ہیں ورنہ عوام اہل اسلام پر لازم ہے کہ وہ انہیں بجائے اہلحدیث کے دعویٰ کے اہل بدعت نام رکھنے پر مجبور کریں۔

www.Faizahmedowaisi.com

ســـــوال ﴾ تمہاری بیان کردہ روایت سیدنا علی المرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ایک عبدالرحمٰن بن اِسحاق بن الحارث الواسطی اُبوشیبۃ ہے۔ تقریب التھذیب میں ہے،

عبد الرحمن بن إسحاق بن الحارث الواسطی أبو شیبة ویقال کوفی ضعیف من السابعة [۳۲]

اور ضعیف روایت سے حجت کیسی۔

جواب ۱ ﴾ یہ جرح اجمالی ہے اور جرح اجمالی یوں ہے کہ جرح کا کوئی سبب نہیں اور جرح اجمالی باتفاق قبول نہیں۔

---

[۳۲] (تقریب التھذیب، ذکر من اسمہ عبدالرحمٰن، جلد ۱، صفحہ ۳۳۶، حدیث ۳۷۹۹، دارالرشید۔ سوریا)

جواب ۲ ﴾ یہ حدیث اگر چہ ضعیف ہے لیکن متروک العمل نہیں کیونکہ کوئی حدیث صحیح الاسناد اس کی معارض نہیں تا کہ متروک بنے۔

عبدالرحمٰن بن اسحاق واسطی امام صاحب ابوحنیفہ کے بعد پیدا ہوا ہے تو اس کا ضعف امام صاحب کے مذہب کی قوت کو مضر نہیں کیونکہ ضعف سند امام صاحب کے بعد پیدا ہوا۔ روایت مذکور امام صاحب کو چینج سند سے ملی تھی۔

بیان کا مجمل کی قوت میں ہونا واجب نہیں تو حدیث ضعیف مجمل صحیح کا بیان واقع ہوسکتی ہے جیسے خبر واحد مجمل قطعی کے بیان کے لئے صلاحیت رکھتی ہے اور قاعدہ ہے حدیث مروی باسانید ضعیفہ کی وجہ سے ضعف سے نکل کر حسن لغیرہ کے درجہ کو پہنچتی ہے۔

سوال ﴾ تمہاری پیش کردہ بعض روایات مرسل ہیں اور مرسل روایات نا قابل حجت ہیں۔

جواب ﴾ یہ بھی وہی غیر مقلدانہ دھوکہ ہے ورنہ اُصول حدیث میں واضح دلائل سے ثابت ہو چکا ہے کہ مرسل مطلقاً امام اعظم وامام مالک وامام احمد وغیرہ ائمہ کے نزدیک حجت ہے۔

وَقَالَ مَالک فِي الْمَشْهُور عَنهُ، وَأَبُو حنيفَة، وَأَصْحَابه، وَغَيرهم من أَئِمَّة / الْعلمَاء كأحمد فِي الْمَشْهُور عَنهُ: أَنه صَحِيح يحْتَج بِهِ، بل حكى ابْن جرير إِجْمَاع التَّابِعين بأسرهم على قبُوله، وَأَنه لم يَأْتِ عَن أحد مِنْهُم إِنْكَاره، وَلَا عَن أحد من الْأَئِمَّة بعدهمْ، إِلَى رَأس المئتين الَّذين هم من الْقُرُون الفاضلة، الْمَشْهُود لَهَا من الشَّارِع صلى اللّٰه تَعَالَى عَلَيْهِ وَسلم بالخيرية. وَبَالغ بعض الْقَائِلين بقوله، فقواه على الْمسند مُعَللا: بِأَن من أسْند فقد أحالك، وَمن أرسل فقد تكفل لَك، وَهَذَا إِذا لم يعرف حَاله. [۳۳]

یعنی مالک سے مشہور یہ ہے کہ مرسل صحیح ہے اور ابوحنیفہ اور ایک اور طائفہ اس کے اصحاب سے اور ائمہ علماء جیسا کہ امام احمد اس سے بھی مشہور ہے کہ مرسل صحیح یحتج بہ ہے بلکہ ابن جریر نے سب تابعین کے اجماع نقل کئے ہیں کہ مرسل مقبول ہے اور نہ تابعین سے اور نہ کسی امام سے ائمہ من بعد تابعین سے انکار آیا ہے وہ سو برس کے یہ لوگ قرون فاضلہ مشہود لہا شارع بالخیر کی جانب سے اور بعض علماء جو مرسل کو قبول کرتے ہیں وہ مرسل کو مسند پر قوی جانتے ہیں بدلیل آنکہ جس نے سند ذکر کے اس نے تجھ کو حوالہ دے دیا اور جس نے تجھ کو حوالہ دیا پس ضامن تیرا ہو گیا۔

---

[۳۳] (شرح نخبۃ الفکر فی مصطلحات أھل الأثر للقاری، باب المرسل، صفحہ ۴۰۶، دار الأرقم، لبنان-بیروت)

(وَقَالَ الشَّافِعِي: يقبل) أَي (لَا) مُطلقًا (بل) فِيهِ تَفْصِيل. (إِن اعتضد) على بِنَاء الْمَجْهُول، (بمجيئه من وَجه آخر) أَي إِسْنَاد آخر (يباين) أَي يغاير (الطَّرِيق الأولى) وَفِي نُسْخَة: الأول لِأَن الطَّرِيق يؤنث وَيذكر (مُسْندًا كَانَ) أَي الثَّانِي، (أَو مُرْسلا) الخ

(ليترجح احْتِمَال كَون الْمَحْذُوف) أَي فِي الْإِسْنَاد الأول. (ثِقَة فِي نفس الْأَمر) الخ

أَنه إِذا اعتضد بِمُسْنَد، فَالْمُسْنَدُ هُوَ الْمُعْتَمد، وَلَا حَاجَة إِلَى الْمُرْسل، اللَّهُمَّ إِلَّا أَن يُقَال: الْمسند قد يكون ضَعِيفا وَبَان بِهِ قُوَّة السَّاقِط و صلاحيته للاحتجاج، وَقد يُقَال: إِنَّهُمَا دليلان إِذْ الْمسند دَلِيل بِرَأْسِهِ، و المرسل يعتضد بِهِ وَيصير دَلِيلا أخر، فيرجح بهما الْخَبَر عِنْد مُعَارضَة خبر لَيْسَ لَهُ طَرِيق سوى مُسْنده. [۳۴]

یعنی مفہوم اس طرح ہے کہ امام شافعی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے کہا کہ قبول کیا جائے گا اس اعتقاد کے ساتھ کہ اس کا بیان آئے پہلے طریق سے مسنداً ہو یا مرسلاً کہ اُٹھا دے وہ نفس الامر میں سے ثقہ کے حذف کو کہ بیشک ساتھ یہ ہے کہ جب اعتقاد رہے جائے گا۔

مسند کے ساتھ اور پس مسند ہی قابل اعتماد ہے تو نہیں ہے کوئی حاجت مرسل کی طرف جانے کی کہ کہا جائے کہ مسند کبھی ہوتی ہے ضعیف اور اسی کے ساتھ اس کی قوت ساقط ہو جاتی ہے اور اس کی صلاحیت احتجاج بھی اور کبھی کہا جاتا ہے بے شک یہ دونوں دلیلیں ہیں پس جب مسند دلیل ہے اپنی بلندی کی وجہ سے اور مرسل اور پھر کہا جائے گا دوسری دلیل کی جانب تو پس توضیح دی جائے گی دونوں کے ساتھ خبر خبر کے معارضے کی وقت کوئی طریقہ نہیں سوائے اس پر اسناد کرنے کے۔

خلاصہ جواب اس جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ آئمہ اربعہ متفق ہیں کہ مرسل حدیث قابل حجت ہے لیکن غیر مقلدین نے قسم اُٹھا رکھی ہے کہ وہ کسی کی نہیں مانیں گے اپنی مانیں گے تو انہیں یاد ہوگا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح الفاظ میں فرمایا:

مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ شِبْرًا، فَمَاتَ، فَمِيتَةٌ جَاهِلِيَّةٌ [۳۵]

---

[۳۴] (شرح نخبۃ الفکر فی مصطلحات أھل الأثر للقاری، باب المرسل، صفحہ ۴۰۸-۴۰۷، دار الأرقم، لبنان-بیروت)

[۳۵] (صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب وجوب ملازمۃ جماعۃ المسلمین الخ، جلد ۳، صفحہ ۱۴۷۷، حدیث (۵۵)-۱۸۴۹، دار احیاء التراث العربی-بیروت)

www.Faizahmedowaisi.com

یعنی جوایک بالشت جماعت سے الگ ہوا پھر مر گیا تو جاہلیت کی موت مرے گا۔

جواب ۲ ﴾ یہ بھی اُصولِ حدیث کا مسلم قاعدہ ہے،

الحدیث المرسل المعتضد لفتویٰ العلماء الاسلام مقدم علی الحدیث المعتفد الخالف عن فتویٰ الاجماع

یعنی وہ حدیث مرسل جو علمائے اسلام کے فتاویٰ سے مؤید ہو وہ اس حدیث سے مقدم ہے جسے فتاویٰ علماءِ کرام سے تائید حاصل نہیں۔

الحمدللہ فقیر نے مسئلہ ہاتھ زیر ناف باندھنے کی احادیث صحیحہ اور فتاویٰ ائمہ از قرن اول سے ثابت کر کے دکھلایا اور اُصول حدیث کے قواعد وضوابط کے ساتھ مسئلہ مذکور کو موثق کیا لیکن غیر مقلدین کے منشور (کہ ساری خدائی ایک طرف ہو تب بھی یہ اپنی ضد نہ چھوڑیں گے) پر اگر کوئی مجبور ہے تو پھر جہاں وہ وہاں یہ۔

وماعلینا الا البلاغ المبین

وصلی اللہ علیٰ حبیبہٖ الکریم الامین وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ اجمعین

www.Faizahmedowaisi.com

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

۱۰ صفر ۱۴۱۴ھ

بہاولپور۔ پاکستان